غسل مکروہ ہے لیکن متاخرین فقہاے شافعیہ کے نزدیک بھی ائمہ ثلاثہ کی طرح اس سے وضواور غسل بلاکراہت جائز ہے۔ اس سلسلے میں راجح بات یہ ہے کہ یہ ایک طبّی مشورہ ہے اس لیے اگر دوسرا پانی وجود ہوتو وضواور غسل کے لیے دھوپ پر گرم کیے ہوئے پانی سے پرہیز کرنا بہتر ہے۔ کبھی کبھار وضو کرلیا جائے تو خیر ہے لیکن اسے عادت اور معمول بنانا یا احتیاط نہ کرنا خطرناک بھی ہوسکتا ہے۔ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے بھی بہشتی زیور میں یہی مشورہ دیتے ہوئے فرمایا: ''دھوپ میں جلے ہوئے پانی سے سفید داغ ہوجانے کا ڈر ہے، اس لیے اس سے وضو، غسل نہ کرنا چاہیے''۔ (ص ۵۴)

تالاب کے پانی کے استعمال کے بارے میں واضح رہے کہ تالاب کے پانی کو جب دھوپ لگے اور وہ اس سے گرم ہوجائے تو اس کا استعمال بھی مناسب نہیں ہے۔ وہ چھوٹا ہو یا بڑا، دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔ البتہ بہنے والا پانی جو دریا، نہر یا ندی نالے کی شکل میں ہو وہ اس سے مستثنٰی ہے۔ اس لیے کہ مسلسل جاری رہنے سے پانی اس سے اتنا متاثر نہیں ہوتا کہ اس کا استعمال خطرناک ہو۔ واللہ اعلم! (مولانا عبدالمالک)

دوسری شادی کو معیوب سمجھنا

س: ہمارے ہاں اگر کسی خاتون کا شوہر فوت ہوجائے یا کسی کی بیوی فوت ہوجائے تو برادری والے دوسری شادی کو معیوب سمجھتے ہیں۔ کیا یہ رویہ درست ہے؟

ج: دنیوی زندگی کے دوران ہر انسان کے لیے موت مقرر ہے اور ایک نہ ایک روز ہر ایک نے موت کا مزہ چکھنا ہے۔ شوہر اور بیوی بھی اس قانون سے مستثنٰی نہیں ہیں۔ کبھی شوہر پہلے فوت ہوجاتا ہے تو کبھی بیوی۔ اس پر انسان کا بس نہیں چلتا ہے۔ ہم روزمرہ زندگی میں اس کو ایک معمول سمجھتے ہیں کہ آئے روز اس سے ہمیں واسطہ پڑتا رہتا ہے۔

اسلام نے شوہر اور بیوی کے درمیان قائم تعلق کو تقدس اور احترام کا درجہ دیا ہے کیونکہ اسی رشتے کے نتیجے میں انسانی معاشرہ پھلتا پھولتا ہے۔ اس لیے اگر شوہر فوت ہوجائے تو عورت پر اس کا سوگ منانا ایک مقررہ مدت تک فرض کیا گیا ہے، اور اگر بیوی فوت ہوجائے تو اس پر بھی سوگ کا ایک طریقہ طے کیا گیا ہے لیکن کسی ایک کو دوسرے کے انتقال کی صورت میں شادی کرنے سے روکا نہیں گیا ہے، بلکہ شادی کی خواہش اور استطاعت ہونے کی صورت میں حسبِ ضرورت اس کو فرض،

اجب یا مستحب کہا گیا ہے۔

اس سے بڑھ کر یہ بات بھی سمجھنے کی ہے کہ صرف انتقال کی صورت میں ہی نہیں، بلکہ طلاق کی صورت میں بھی عدت مکمل ہونے کے بعد عورت کو دوسری شادی کرنے کا حق دیا گیا ہے اور کسی عزیز رشتہ دار کو اس بات سے روکنے کا حق شریعت نے نہیں دیا ہے:

وَ اِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ؕ ذٰلِكَ يُوْعَظُ بِهٖ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكُمْ اَزْكٰى لَكُمْ وَ اَطْهَرُ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ○ (البقرہ ۲:۲۳۲) جب تم اپنی عورتوں کو طلاق دے چکو اور وہ اپنی عدت پوری کرلیں تو پھر اس میں مانع نہ ہو کہ وہ اپنے زیرِ تجویز شوہروں سے نکاح کرلیں، جب کہ وہ معروف طریقے سے باہم مناکحت پر راضی ہوں۔ تمھیں نصیحت کی جاتی ہے کہ ایسی حرکت ہرگز نہ کرنا، اگر تم اللہ اور روزِ آخر پر ایمان لانے والے ہو۔ تمھارے لیے شائستہ اور پاکیزہ طریقہ یہی ہے کہ اس سے باز رہو۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

لہٰذا کسی برادری، رشتہ دار، باپ دادا یا اولاد کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ کسی مرد کو اُس کی بیوی کے انتقال کے بعد دوسرے نکاح سے روکے، اور نہ کسی بیوہ کو اس کے شوہر کے انتقال کے بعد دوسری شادی سے روکے۔ حلال اور حرام کے حدود مقرر کرنا اللہ کا کام ہے۔ کسی اور کو اس میں مداخلت کرنے کا حق نہیں ہے۔ شادی کرنا ہر انسان کا بنیادی حق ہے، اور انسانی معاشرے کے قیام اور بقا کے لیے ضروری بھی ہے۔ گویا شوہر یا بیوی کی وفات کی صورت میں بھی اور طلاق یافتہ عورت اپنی ضروری عدت مکمل کرنے کے بعد اپنے حالات اور ضروریات کے تحت دوسری شادی کرنے کا مکمل حق رکھتے ہیں۔ اُن کو اس حق کے استعمال سے روکنا صریح ظلم ہے جس کی اجازت اسلام نے قطعاً نہیں دی ہے۔

اگر کسی برادری میں یہ رسم اور رواج موجود ہے تو معقول انداز میں اُن کو یہ بات سمجھانے کی ضرورت ہے، اور اللہ کے حکم کے مقابلے میں کھڑا ہونے، اس کی راہ روکنے یا اس کی مخالفت کرنے کے انجام سے ان کو خبردار کیا جانا چاہیے۔ نیز اس حکم کی خلاف ورزی کے نتیجے میں جو